اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۷) مطبوعہ ۸ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

تعلیم نسوان

اے اہل ہند جب تک آپ عورتوں کی تعلیم میں کوشش نہ کروگے تہذیب اور ترقی کے زینہ پر نہیں چڑھ سکوگے - مردوں کی تعلیم اسی وقت کامل ہوگی جب کہ عورت تعلیم یافتہ ہوگی کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچپن کی حالت میں اکثر ماں سے ہی زندگی بسر کرنی ہوتی ہے - اسی سے صحبت رہتی ہے وہی اُس کے اقوال و افعال کی نگراں رہتی ہے اگر تعلیم یافتہ ہوگی تو تھوڑے ہی عرصہ میں بچہ کو وہ وہ باتیں سکھادیگی جو اُستاد مدتوں میں تعلیم دے سکیں گے - جیسے اعضا اور قوتیں مردوں کو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہیں ویسے عورتوں کو بھی - پھر کیا وجہہ ہے کہ مرد اُن سے کام لے کر عالم فاضل بن جاویں اور عورتیں اُسی طرح گمراہی اور ضلالت میں رہیں - عورت گھر کی سلطنت کی وزیر ہوتی ہے اگر وزیر بے علم ہو تو سلطنت کا خدا حافظ آج نہ بگڑی کل سہی - ہر ایک جانتا ہے کہ عورت سے بڑھکر مرد کا کوئی رفیق نہیں - صدہا امور رازداری کے ایسے ہوتے ہیں جن کا مرد ذکر تک بھی دوسروں سے نہیں کر سکتا - جو کام کرنے لگتا ہے عورت سے ضرور صلاح لے لیتا ہے لیکن اگر عورت جاہل اور بے علم ہو تو ضرور خراب رائے دیگی جس سے مرد کو سخت تکلیف اُٹھانی پڑیگی عورت جس قدر تعلیم یافتہ ہوگی اسیقدر مرد کی ہدایت اور رہنمائی کریگی - جو جو شریف بیبیاں تعلیم سے فائدہ اُٹھاینگی اُن کا نام نامی ملک گنبد پر ستاروں کی طرح چمکتے رہینگے - علم ایک ایسا نور ہے جو تاریکی کے تنگ راستہ سے شایستگی کی شاہراہ پر لیجاتا ہے علم ہر ایک مرد و عورت کے لئے ازبس ضروری اور مفید ہے +

ہندوستانی اخبارات کی آزادی اور اُس پر چند ریمارک

مسٹر ٹینین کا یہہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ ہم یہہ نہیں دیکھتے کہ کوئی انسان تکمیل کے درجہ پر پہنچا ہوا ہے بلکہ ہمیں یہہ دیکھنا ہے کہ آیا وہ قابلیت کی طرف قدم بڑھا رہا ہے یا نہیں - دیسی اخبارات کو سالہا سال تک آزادی کی بڑی بھاری نعمت دیکر دیکھا گیا کہ اپنی آزادی کو اچھی طرح سے استعمال کرنا نہیں جانتے - اب بھی یہہ نعمت اُن سے چھین نہیں لیگئی ہے مگر کچھ کچھ نصیحت کے طور پر اُن سے کہا گیا ہے - تو ایک آسمان سر پر اُٹھا لیا اور شور واویلا کی کوئی حد نہ رہی ہم اِن لوگوں سے یہہ کہنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کوئی بے اعتباری یا بدظنی کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ہے بلکہ گذشتہ سالوں میں وائسرائے تک نے دیسی اخباروں کو قوم کی بھلائی اور ترقی کا ضروری ذریعہ بتلایا جس سے گورنمنٹ اور رعایا دونوں کو بڑی مدد ملسکتی ہے ایسا ضروری آلہ ٹھیک کہ جس سے سیولین کی آزاد عام رائے اور اُن کے ہمقوموں کی بحیثیت مجموعی کل خواہشیں اور ضروریات ظاہر ہو سکتی ہیں - لیکن دیسی اخبارات نے اپنی طرز تحریر کو درست نہ رکھا اور اُنہیں کی بہتری کے لئے کچھ یوں ہی سی چشم نمائی کی گئی تو خلاف از انصاف نہیں ہے +

نورافشاں

پادری ۔ اے ۔ ایچ ۔ ویونگ صاحب ۔ ایم ۔ اے ۔ اڈیٹر
پادری ایچ گولکناتھ صاحب ۔ پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی ۔ اے ۔ پادری پی ۔ سی ۔ اوپل صاحب } ایڈیٹرز

مبارک اُمید

باب سوم

مقدسوں کا کمال شوق

جب خداوند اپنے مقدسوں کو لیجانے کے واسطے آویگا اُسوقت دو حوادث وقوع میں آوینگے ۔ ایک یہہ کہ وے مُردے جو مسیح میں سو رہے ہیں جی اُٹھیں گے اور دوسرا یہہ کہ سب جیتے ایماندار تبدیلی حاصل کرینگے ۔ تب دونوں اکٹھے ہو کر ہوا میں اپنے خداوند کی ملاقات کیواسطے بادلوں میں اُٹھائے جاوینگے اور ہم ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہینگے اِس بات کا ذکر صاف طور سے اسلنیقیوں کے ۴ باب کی ۱۶ اور ۱۷ آیات میں موجود ہے ۔ ہمارے مبارک خداوند نے خود اِس حقیقت کی طرف اشارہ بلکہ اِس کا صاف بیان فرمایا اگرچہ اُس کے معنوں کو خطوطِ رسولاں کی روشنی اور تفسیر کے بغیر سمجھنا مشکل تھا ۔ لعاذر کی موت کے بعد جب وہ بیت عنیا میں پہنچا اور مارتھا اُس سے آملی اُس نے اُسے فرمایا "تیرا بھائی پھر جی اُٹھیگا ۔ مارتھا نے کہا میں جانتی ہوں کہ قیامت میں پچھلے دن پھر اُٹھیگا ۔ یسوع نے اُس سے کہا قیامت اور زندگی میں ہی ہوں جو مجھ پر ایمان لاوے اگرچہ وہ مرجائے جئیگا اور جو کوئی جیتا ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے کبھی نہ مریگا" (یوحنا ۱۱: ۲۳ سے ۲۶ تک) یہاں سے بھی دو قسم کے مقدس لوگ نظر آتے ہیں اوّل وے جو مسیح کے ایمان میں اُس کی واپسی سے پیشتر مرگئے ہونگے پھر جی اُٹھیں گے دوم وے جو اُس کے آتے وقت جیتے ہونگے اور اُن کا ایمان برقرار ہوگا وے ہرگز نہ مرینگے اور یہہ دونوں اقسام اُن دو جماعتوں سے جن کا ذکر اول خط تسلنیقیوں کے ۴ باب میں آیا ہے کامل موافقت رکھتے ہیں +

اب اِس غرض سے کہ یہہ مضمون زیادہ صاف اور واضح ہو جاوے ہم کو یہہ ظاہر کرنا لازمی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کی آمد کے وقت فقط ایماندار لوگ ہی مُردوں میں سے قیامت حاصل کرینگے ۔ یہہ مسئلہ نوشتوں میں نہایت صاف اور روشن ہے تاہم عام عیسائی لوگ اِس سے بہت ہی بیخبر اور غافل رہتے ہیں مسیحیوں کا عام خیال یہہ ہے کہ دنیا کے آخر میں ہزار برس کے اختتام پر ایمانداروں اور بے ایمانوں کی قیامت یکساں ہوگی اور کہ یہہ دونوں جماعتیں تختِ عدالت کے حضور حاضر کئے جاوینگے اور کہ اُس وقت ہر ایک کا ابدی حصہ و بخرا ظاہر کیا جاویگا ۔ اگرچہ اکثر اِس خیال کو خود مانتے اور دوسروں کو بھی ایسی ہی تعلیم دیتے ہیں مگر یہہ خیال نہ صرف الٰہی کلام سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا بلکہ صریح نوشتوں کی تعلیم کے برخلاف ہے ۔ اگر کوئی اُن دلائل پر غور کر کے توجہ کرے جو اب پیش کیجاوینگی تو قبول کریگا کہ بلاشبہ یہہ بات درست ہے کہ خداوند کے آنے پر ایمانداروں کے سوا اور کوئی قیامت حاصل نہ کریگا +

سب سے پہلے ہم علاوہ یوحنا کی انجیل کے ۱۱ باب کے جملہ کے چند مقامات اناجیل سے اقتباس کرینگے جب خداوند اُس پہاڑ پر سے نیچے آرہا تھا جہاں اُس کی صورت متبدل ہوگئی تھی راہ میں شاگردوں کو تاکیداً فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا "جب تک کہ ابن آدم مُردوں میں سے جی نہ اُٹھے" (ἐκ νεκρῶν) اور وے اُس کلام کو آپس ہی میں رکھکر چرچا کرتے تھے کہ مُردوں میں سے (ἐκ νεκρῶν) جی اُٹھنے کے کیا معنے ہیں" (مرقس ۹: ۹ ۔ ۱۰) مارتھا کی مانند اُن کا ایمان بھی یہی تھا کہ آخیر روز مُردوں کی قیامت ہوگی ۔ (یوحنا ۱۱: ۲۴) لیکن اب تک اُنہوں نے کبھی نہیں سنا تھا کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہوگا اور اِس بات سے وے حیران ہو رہے تھے ۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہاں پر مسیح کی قیامت کا ذکر ہے پر چونکہ وہ اپنی قیامت کا پہلا پھل ہوا اُس کی قیامت دینداروں کی قیامت کا نشان اور نمونہ ہے ۔ لوقا کے ۱۴ باب کی ۱۴ آیت میں ہم ایک جملہ پاتے ہیں "راستبازوں کی قیامت" اور ایک اور مقام میں (لوقا ۲۰: ۳۵) خداوند اُن کا ذکر کرتا ہے جو لوگ اُس جہان کے یعنے (αἰῶνος) کے اور قیامت کے شریک ہونے کے لائق ٹھہرتے ہیں καὶ τῆς ἀναστάσεως τῆς ἐκ νεκρῶν

یہہ جملہ جو خداوند استعمال کرتا ہے معنوں کی نسبت لاسوال ہے اور صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہہ قیامت جزوی ہوگی نہ کلی اور کہ اِن راستبازوں کی قیامت کے بعد بہت مُردگان اپنی اپنی قبروں میں پڑے رہینگے +

یوحنا کی انجیل کے ۵ باب کی ۲۸ و ۲۹ آیات کی تعلیم سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے ۔ اِس سے پیشتر اگر ہم ۲۵ آیت پر غور کریں تو ظاہر ہوگا کہ لفظ "وقت" سے تمام زمانہ مراد ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ "وقت" آتا ہے اور اب ہے کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنینگے اور وے جو سُنینگے جئینگے" بموجب ۲۴ آیت کے وہ "وقت" اُس وقت سے لیکر اب تک جاری رہا ہے" وہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اُس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں بلکہ موت سے گذر کے وہ زندگی میں پہنچا ہے" اور وہ "وقت" خداوند کے آنے تک جاری رہیگا ۔

لفظ "وقت" سے فصل کا تمام دن یا زمانہ مراد ہی ٹھیک اسی طرح لفظ "وقت" ۲۸ آیت میں تمام زمانہ سے مراد رکھتا ہی" اس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ "وقت" آتا ہی جس میں وے سب جو قبروں میں ہیں اُس کی آواز سنینگے اور نکلینگے جنہوں نے نیکی کی ہی زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہی سزا کی قیامت کے واسطے یا عدالت کے واسطے"۔ لفظ متصل (ζωης τε κρισ) ہی۔ پس دو قیامتوں کا ذکر صاف صاف اور علیحدہ علیحدہ پایا جاتا ہی " زندگی کی قیامت" جو خداوند کے آنے پر ہوگی جس کا بیان ہم کرینگے اور "سزا" یا "عدالت کی قیامت" جو ہزار برس کے اختتام پر وقوع میں آویگی دیکھو مکاشفات ۲۰: ۱۱ سے ۱۵ تک +

اب اگر خطوط رسولان کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو زیادہ صاف اور واضح بیانات ملتے ہیں۔ اقرنتیوں کے ۱۵ باب میں جسم کے جی اُٹھنے کے مضمون پر مفصل بیان ہوا ہی مگر سب کے اجسام کی قیامت کا ذکر نہیں فقط ایمانداروں کے اجسام قیام حاصل کرینگے یہہ بات صرف تھوڑا سا غور کرنے سے صاف نظر آجاتی ہی۔ جھوٹی تعلیم کے نتایج کا بیان کرنے کے بعد کہ بعضے کہتے تھے کہ مُردوں کی قیامت نہیں ہی رسول حق حق بات کا یوں بیان کرتا ہی "پر اب مسیح تو مُردوں میں سے جی اُٹھا ہی اور اُن میں سے جو سو گئے ہیں پہلا پھل ہوا کہ جب آدمی کے سبب سے موت ہی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی ہی کہ جیسا آدم کے سبب سے سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح کے سبب سے سب قیام حاصل کرینگے لیکن ہر ایک اپنی اپنی نوبت میں پہلا پھل مسیح پر وے جو مسیح کے ہیں اُس کے آنے پر"۔ (اقرنتیوں ۱۵: ۲۰ سے ۲۳ تک)۔ یہہ اظہار نہایت صاف اور روشن ہی۔ ایسا ہی اُس مقام میں جو ہمنے پہلے اقتباس کیا ہی یعنے (اتسلنیقیوں کے ۴ باب میں) بیان ہوا ہی " وے مُردے جو مسیح میں ہیں پہلے اُٹھیں گے " ایماندار مُردوں کے سوا رسول کی نظر میں اور کوئی مُردہ نہیں جو مسیح کے آنے پر قیام حاصل کرے گا۔ بعد تب ہم جو جیتے اور باقی ہونگے وغیرہ" پہلی قیامت میں ایمانداروں کے سوا اور کسی کی شمولیت کا خیال تک بھی نہیں۔ اسی ہی خیال سے پولوس رسول کا وہ جملہ جو فلپیوں کے ۳: ۱۱ میں درج ہی صاف روشن ہو جاتا ہی۔ "تاکہ میں کسی طرح سے مُردوں کے جی اُٹھنے کے درجہ تک پہنچوں" یا "مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے درجہ تک پہنچوں" την

εξαναστασιν την

εκ νεκρων

ہم ایک اور مقام کا ذکر کرینگے۔ مکاشفات کے ۲۰ باب میں بعضوں کا ذکر ہی "کہ وے زندہ ہوئے اور مسیح کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کرتے رہے" اگر خداوند اجازت بخشے تو ہم اس نوشتہ کے استعمال کے حق میں آگے بڑھکر بیان کرینگے پر اسوقت اگلی آیت پر توجہ کرنی ضرور ہی"۔ اور باقی مُردے جب تک ہزار برس پورے نہ ہوئے نہ جئے۔ یہہ پہلی قیامت ہی" (مکاشفات ۲۰: ۴ و ۵ آیات) ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بہتوں نے اس بات کے ثبوت میں بہت سی اور کوشش کی ہی کہ اس سے روحانی قیامت مُراد ہی (ہم نہیں جانتے اُن کا مطلب کیا ہی) مگر جس حال میں یہہ روحانی قیامت سے مُراد ہی تو جس قیامت کا ذکر اس باب کے آخر میں ہی وہ کبھی اجسام کی قیامت نہیں بلکہ روحانی ہی ہوگی اور نتیجتًا قرنتھس کے جھوٹے معلموں کی طرح وے بھی ثابت کرتے ہیں کہ مُردوں کی قیامت نہیں ہوگی۔ یہہ بات درست نہیں بلکہ عبارت ایسی صاف اور واضح ہی خصوصًا جب کلام الٰہی کے اور دوسرے مقامات کے ساتھ مشترک ہوکر پیش کیجاتی ہی کہ ہرگز ہرگز شک باقی نہیں رہتا کہ خدا نے اپنے فضل سے ٹھہرا رکھا ہی کہ خداوند کی آمد کے وقت فقط مقدس لوگ ہی مردوں میں سے جی اُٹھیں اور اس قیامت کا نام پہلی قیامت ہی اس ہی سبب سے لفظ "پہلا پھل" ہمارے مبارک خداوند کی قیامت پر مستعمل ہوا ہی (اقرنتیوں ۱۵: ۲۰) کیونکہ وہ اپنی ہی قیامت یا فصل کا "پہلا پھل" ہی جو اُس کی آمد کے وقت جمع کی جاویگی دیکھو (احبار ۲۳: ۱۰ و ۱۱ آیات) تاہم ایک نوشتہ ہی جو اُن لوگوں کے زعم میں جنہوں نے اس مضمون کو غور سے نہیں پڑھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مذکورہ بالا بیان کے مخالف ہی۔ یہہ مقام متی کی انجیل کے ۲۵ باب کا وہ مشہور و معروف نوشتہ ہی جس میں ایک ہی وقت خداوند مسیح کے حضور بھیڑیں اور بکریاں حاضر کی جاینگی۔ اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ اس نظارہ میں آخر عدالت سے مراد ہی اور ایمانداروں کی پہلی قیامت کی حقیقت کے برخلاف پیش کیا جاتا ہی لیکن اگر کوئی ذرہ توجہ سے اُن الفاظ کا امتحان کریگا جو ہمارے خداوند نے استعمال کئے ہیں تو فورًا معلوم کریگا کہ خداوند اُس نوشتہ میں قیامت کا ذکر نہیں کرتا۔ "جب ابن آدم اپنے جلال سے آویگا اور سب پاک فرشتے اُس کے ساتھ تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومیں اُس کے آگے حاضر کی جاوینگی وغیرہ" ۳۱ و ۳۲ آیات یہاں پر اُس کے ظہور اور بادشاہت اور زندوں کی عدالت کا ذکر ہے مُردوں کی عدالت کی طرف اشارہ نہیں ہی۔ جب ہم "قوموں" کا ذکر کرتے ہیں تو مُردوں کا ذکر نہیں۔ لفظ "قوم" سے مُراد ہی زندہ لوگ اور اس بات پر غور کرنا واجب ہی کہ یہاں تین اقسام یا جماعتوں کا ذکر آیا ہی یعنے بھیڑیں۔ بکریاں۔ اور بادشاہ کے بھائی۔ اور اسی بات سے تمام منظر کا بھید منکشف ہو جاتا ہی کہ یہاں پر زندہ قوموں کی عدالت کا بیان ہی کہ جب ابن آدم اپنے جلال کے ساتھ ظہور جلیل میں آویگا اور اپنے تخت پر جلوس فرما ہوگا تب یہہ عدالت وقوع میں آویگی۔ لفظ "بھائی" سے مراد اُن یہودی کی ہی جو بادشاہ کے قاصد تھے اور بادشاہ کی طرف سے روانہ ہوئے کہ اُس کی بادشاہت کا اشتہار پھیلا دیں اور "بھیڑوں" سے مُراد اُن لوگوں کی ہی جنہوں نے اُن کو اور اُن کے پیغام کو قبول کیا اور جنہوں نے اُن کو اور اُن کے پیغام

کو قبول نہ کیا بلکہ رد کیا "بکریاں" ہیں۔ بادشاہ سے اُن کا تعلق اُس سلوک پر منحصر ہوگا جو اُنہوں نے اُس کے قاصدوں کے ساتھ کیا (اِس اُصول کے واسطے متی ۲۵: ۴۰ سے ۴۶ تک دیکھو)

پس جبکہ ہم اس بات کو قایم کر چکے کہ خداوند اپنے مقدسوں کو لیجانے کو آویگا خواہ وے اُس کے آنے سے پہلے سو گئے ہوں یا زمین پر جیتے ہوں چنانچہ اُس نے خود فرمایا "جس حال کہ میں جاتا اور تمہارے لئے جگہہ طیار کرتا تو میں پھر آونگا اور تمہیں اپنے ساتھ لونگا" (یوحنا ۱۴: ۳) اب ہم اُس کی آمد کی حالت اور مقدسوں کے کامل شوق یعنے اُن کے اُٹھ جانے کا ذکر کرینگے ٭

ہم پیشتر ایک نوشتہ کا اقتباس کر چکے ہیں جس میں اِس مضمون پر نہایت صحیح تعلیم موجود ہے اب ہم اُس ہی نوشتہ کو پورا پورا پیش کرتے ہیں "اے بھائیو میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم اُن کے احوال سے جو سو گئے ہیں ناواقف رہو تاکہ تم دوسروں کی مانند جو نا اُمید ہیں غم نہ کرو کیونکہ ہم نے جو یقین کیا کہ یسوع موا اور جی اُٹھا تو یہہ بھی یقین کیا چاہئے کہ خدا اُنہیں جو یسوع میں سو گئے ہیں اُسکے ساتھ لے آویگا کہ ہم تمہیں خداوند کے حکم سے یہہ کہتے ہیں کہ وے جو ہم میں سے خداوند کے آنے تک زندہ اور باقی رہینگے اُن سے جو سو گئے ہیں آگے نہ بڑھ جاینگے کیونکہ خداوند آپ دھوم سے مقرب فرشتہ کی آواز کے ساتھ خدا کا نرسنگا پھونکتے ہوئے آسمان پر سے اُتریگا اور جو مسیح میں ہو کے موئے ہیں وے پہلے اُٹھیں گے بعد اُس کے ہم میں سے جو جیتے چھوٹینگے اُن سمیت بدلیوں پر فوراً اُٹھا جاینگے تاکہ ہوا میں خداوند سے ملاقات کریں سو ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہینگے" (۱ تسلنیقیوں ۴: ۱۳ سے ۱۷ تک) کبھی کبھی لوگ اِس مفید مقام کے مطلب سے بیفکر رہتے ہیں اور اِس کے واضح اور روشن بیان پر توجہ نہیں کرتے تسلنیقا کی کلیسیا کو اس بات میں تو شک نہیں تھا کہ خداوند کے واپس آنے پر وے بھی اپنا حصہ حاصل کرینگے لیکن کسی نہ کسی طرح وے اِس بات کے خیال کرنے میں غلطی کرتے تھے کہ وے لوگ جو اِس عجیب آمد سے پیشتر سو گئے ہیں بڑا نقصان اُٹھاوینگے لہذا اس غلط فہمی کی اصلاح کے لئے رسول خداوند کے حکم سے یعنے اس خاص مضمون پر خاص الہام پا کر اُن کو خاص تعلیم دیتا ہے وہ اُن پر ظاہر کرتا ہے کہ خدا اُن سب کو جو مسیح میں (یا مسیح کے وسیلہ یا اُس میں ہو کے) سو جاتے ہیں اُس کے ساتھ واپس لاویگا اور کہ یہہ بات حقیقت میں ہمارے اُس ایمان کا حصہ اور نتیجہ ہے جو ہم رکھتے ہیں کہ خداوند مسیح موا اور پھر جی اُٹھا۔ اِس کے بعد رسول وہ خاص الہام پا کر جس کا ذکر ہوا بیان کرتا ہے کہ حادثہ کیونکر وقوع میں آویگا۔ خداوند آپ آویگا اور وے مردے جو مسیح میں ہو کے سو رہے ہیں جی اُٹھینگے اور جو جیتے ہونگے تبدیلی حاصل کرینگے اور یہہ دونوں اکٹھے اور یکساں خداوند کی ملاقات کے لئے بدلیوں پر ہوا میں اُٹھائے جاینگے وغیرہ ٭

جیسا ہم نے پہلے باب میں بیان کیا کہ یہہ عظیم الشان حادثہ کسی وقت وقوع میں آسکتا ہے اِس لئے نہایت مناسب ہے کہ یہہ منظر ہمیشہ ہمارے دل کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ خداوند اچانک مذکورہ بالا طریقہ میں آسمان پر سے نزول فرماویگا اول "دھوم کے ساتھ"۔ اِس بات سے بہتوں کے دلوں میں ایک قسم کا تجسس پیدا ہوا ہے۔ وے سوال کرتے ہیں کہ اگر خداوند فقط اپنے لوگوں کو لیجانے کو آویگا اور وہ دھوم کے ساتھ نزول فرماویگا تو اُس کا آنا سب پر واضح نہ ہوگا؟ جواب یہہ ہے کہ عام شہرت کی ضرورت نہیں لفظ "دھوم" تعلق یا نسبت یا رشتہ سے استعمال ہوا ہے مثلاً کوئی سپہ سالار اپنے سپاہیوں کو حکم جاری کرے اسی طرح اِس لفظ سے روشن ہوتا ہے کہ یہہ "دھوم" فقط اُن کے لئے ہوگی جن سے غرض اور تعلق ہے اور اِس "دھوم" کا مطلب اور کسی پر واضح نہیں ہوگا جب ہمارا مبارک خداوند زمین پر تھا ایک دفعہ آسمان سے آواز اُس کو آئی اور بعضوں نے جو پاس کھڑے تھے خیال کیا کہ بادل گرجا لیکن اوروں نے کہا کہ "فرشتہ اُس سے بولا" (یوحنا ۱۲: ۲۸ و ۲۹ آیات) ایسا ہی سولوس کی تبدیلی کے وقت اُس کے ساتھیوں نے ایک آواز یعنے آواز کا شور سُنا (اعمال ۹: ۷) "مگر اُنہوں نے اُس کی آواز کو نہ سُنا جو مجھ سے بولتا تھا" یعنے اُس آواز کے معنے اور مطلب کو نہ سمجھا (اعمال ۲۲: ۹ اور اِس کے ساتھ دانیل ۱۰: ۷ دیکھو) ایسا ہی اُس وقت ہوگا جب خداوند خود آسمان سے نزول فرماویگا۔ اُس "دھوم" کا مطلب تمام اُس کے اپنے لوگ خوب سُنینگے اور صاف صاف سمجھینگے۔ اگر اور لوگ بھی اُسکو سُنیں تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا دور فاصلہ پر بادل گرجتا ہے یا اگر یہہ "دھوم" اور "مقرب فرشتہ کی آواز" اور "خدا کا نرسنگا" اُن کے سُننے میں آوے تو یہہ سب اُن کو ایک عجیب و غریب اور نادر ظہور معلوم ہوگا اور علما و فضلا اُس پر خوب بحث کرینگے اور قسم قسم کے نتایج نکالیں گے۔ اغلب ہے کہ "دھوم" اور "مقرب فرشتہ کی آواز" اور "خدا کا نرسنگا" (گنتی کے ۱۰ باب میں دیکھو) اِن تینوں سے ایک ہی مطلب ہے یعنے سوئے ہوئے اور جیتے مقدسوں کو طلب کرنا اور جمع کرنا تاکہ مُبدل ہو کر اپنے خداوند کے حضور جاویں ٭

اُس وقت دو باتیں ظہور میں آوینگی اور اُن کا ظہور ایک لمحہ میں ہوگا کہ رسول ایک اور مقام میں فرماتا ہے "کہ ہم سب سوئینگے نہیں پر ہم سب بدل جائینگے ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے وقت" (۱ قرنتیوں ۱۵: ۵۱ و ۵۲ آیات) "سوے مُردے جو مسیح میں ہیں پہلے اُٹھینگے"۔ یہہ کیا ہی ایک عجیب اور نتیجہ آور نظارہ ہوگا۔ تمام جو مسیح کے ہیں ماضی اور حال کے زمانہ کے مقدس لوگ اُس کی آمد کے وقت قیام حاصل کرینگے (۱ قرنتیوں ۱۵: ۲۳) تمام زمانوں کے ایماندار آدم سے لیکر آخیر مقدس تک لاکھ بے شمار گروہ "ایک دم میں ایک پل میں" اپنی قبروں سے نکلکر کھڑی ہوگی اور غیر فانی اور جاودانی جسم سے ملبس ہوگی اور فقط یہہ ہی نہیں بلکہ تمام مقدس لوگ جو اُس وقت جیتے ہونگے

بدل جائینگے اور اِن تمام کو قیامت کا جسم ملیگا جو جلال میں مسیح کے جسم کی مانند ہوگا۔ (فلپیوں ۳:۲۱) +

اُس وقت "جب فانی غیر فانی کو اور یہہ مرنیوالا ہمیشہ کی زندگی کو پہن چکیگا تب وہ بات جو لکھی ہے پوری ہوگی کہ فتح نے موت کو نگل لیا" (۱ قرنتیوں ۱۵:۵۴ نیز ۲ قرنتیوں ۵:۱سے ۴ تک +

مگر جس وقت یہہ نادر تبدیلی ہو چکیگی تو فوراً مُبدّل شدہ مقدس "ہوا میں اپنے خداوند سے ملاقات کو بدلیوں پر اُٹھائے جائینگے اور ہم ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہینگے" تب خداوند خود پہلی مرتبہ اپنی نجات کے کام کو پورے پھل میں دیکھیگا اور اپنے لوگوں کے درمیان میں رہیگا اور اپنی جان کے دردوں کے حاصل کو دیکھکر سیر ہوگا اور زبان کو تاب نہیں کہ بیان کرسکے اور نہ قلم کو طاقت ہے کہ تحریر میں لاسکے کہ اُسوقت خداوند کو کیسی خوشی ہوگی جب وہ اپنے مقدسوں کے اجسام کو قبروں سے خلاصی بخشیگا اور اپنے برگزیدوں کو اپنی قدرت کے کلام سے اپنی حضوری میں حاضر کریگا اور سب کو اپنے ہمشکل بنالیگا۔ مقدسوں کی خوشی کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے جس میں وے دخل پاوینگے جب ہماری دلی تمنا پوری ہو جائیگی اور جب اُس کی مانند ہو کر ہم اُس کے چہرہ کو دیکھیں گے اور جیسا وہ ہے ہم اُس کو دیکھینگے اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہیں گے "میں اُس کو ایسا جانونگا جیسا وہ مجھے جانتا ہے"۔ میں اِس بات کا کس طرح کافی شوق رکھوں اور تخت کے حضور میں کتنی مرتبہ اس کا ذکر کروں "ہمیشہ خداوند کے ساتھ" یہہ وہ وقت ہوگا جس کی ہم اِنتظاری کرتے ہیں اور تھوڑی دیر اور ہے کہ سب کچھ پورا ہوگا کیونکہ ہم اپنے امانت دار خداوند کے پُریقین وعدہ پر توکل کرتے ہیں جس نے فرمایا "یقیناً میں جلد آتا ہوں"

∴ ∴ ∴

مُراسَلات

وِلایتی مشنری اور ہندوستانی کلیسیا

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نِکلا

کچھ عرصہ سے ہمارے بعض ہندوستانی بھائیوں نے بذریعہ اخبارات یہہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ ولایتی مشنری ہندوستانی کلیسیا کی ترقی کے مانع ہیں۔ اور کہ اُن کی موجودگی سے کلیسیا کی ترقی کرنے کے لیے بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ اگر یہہ لوگ اپنا بدھنا بوریا باندھکر ہندوستان سے ولایت کو قدم رنجہ فرماویں تو کلیسیا کی روحانی ترقی ہوگی + کیا خوب نیکی برباد گناہ لازم۔ کیوں صاحب دینی آئی مزدوری تو گھشا تبایا سوت۔ بجائے اِس کے کہ اِن بے شمار فائدوں اور برکتوں کے لئے جو مشنری صاحبان کے ذریعہ سے ہندوستانی کلیسیا کو پہنچی ہیں۔ شکریہ کے ساتھ اِن کی اطاعت کی جائے۔ اِن بیچاروں کی موجودگی کو بھی ناگوار سمجھا جاتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ بھلا جو شخص کسی پیڑ کو لگائے اور اُس کو سینچے۔ اور اُس کے بڑھنے میں دل وجان سے خواہاں ہو۔ کیا وہی اس کی ترقی کا مانع ہو سکتا ہے۔ ایسے خیالات کو کون عقلمند اور منصف مزاج قبول کریگا۔ ہمارے ہندوستانی بھائی خواہ کیسا ہی شور مچائیں۔ اور اپنی قابلیت کے دعوے پیش کریں۔ لیکن منصف مزاج لوگ اُن کی کمزوریوں کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور یہہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ ایسے شور مچانے والے گھر میں کتنا آگار رکھتے ہیں +

اب ہم چند وجوہات پیش کرتے ہیں۔ جن کے سبب سے اِس بھاری کام کا ہندوستانیوں سے انجام ہونا ناممکن ہے (۱) اِس کام کے لئے آدمی کو امین ہونا چاہئے۔ سو ہندوستانیوں کے امین ہونے کی نسبت ہمارے ہی ملک کے لوگ شاکی ہیں۔ چنانچہ علی گڈہ کالج کے ہندو امین کے غبن کا معاملہ اس امر کا شاہد ہے۔ اور بہت سے اِس قسم کے نظیر موجود ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا کچھ ضرورت نہیں یورپ کا ایک بدچلن آدمی بھی اپنے معاملات میں راست گو ہوگا۔ اور ادنیٰ چیز دیاسلائی ہے۔ اگر اس میں یہہ لکھا ہوا ہے۔ کہ اِس میں ایک سو دیاسلائی ہے تو کبھی ایک بھی کم نہیں نکلیگی۔ اور ہمارے ملک کے عزت دار دوکانداروں کا یہہ حال ہے۔ کہ اناج میں مٹی بھر بھر کر بیچتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک صاحب ایک بزاز سے کپڑا خریدنے لگا۔ تو اُس بزاز نے پہلے ہی تگنا مول کیا۔ صاحب نے کہا۔ بابا سچ کہو۔ بزاز نے کہا۔ کہ سچ کس جانور کا نام ہے۔ ہم تو صبح کو اُٹھکر دعا ہی یہہ مانگتے ہیں کہ یارب زندے میرے خدا۔ بھولے بھٹکے سچ نہ نکلا۔ بھلا جس ملک کے بدچلن لوگ بھی قابل اعتبار ہوں۔ تو نیک لوگ کہاں تک زیادہ اعتبار کے لائق ہونگے۔ اور پھر کبھی کسی نے نہیں سُنا۔ کہ کسی ولایتی مشنری پر غبن یا روپیہ کی بے ایمانی کا الزام آیا ہو۔ حالانکہ سال بسال ہزارہا روپیہ اُن کی تحویل میں رہتا ہے۔ کسی ہندوستانی کے سپرد کرکے دیکھ لیں اور اُس کی حساب طلبی کچھ عرصہ کے بعد کریں۔ پھر دیکھ لیں۔ کہ کیا زبانی جمع خرچ دکھلا کر اُس کو پورا کیا جاتا ہے۔ جیسا کسی ہندوستانی نے کسی بنئے کے حساب کو پورا کیا تھا۔ کوئی ہندوستانی کسی بنئے کی دوکان سے اجابت کے طور پر لیکر کھاتا تھا کچھ عرصہ کے بعد جب جانے لگا۔ تو بنئے نے کہا۔ کہ میاں صاحب میرا حساب تو پورا کر جاؤ ہندوستانی نے کہا کہ اپنی بہی نکالو۔ اِس بہی کے

اور بجائے روپیہ ادا کرنے کے یہہ الفاظ لکھدیئے۔ کہ جتنا تمہارا آٹا کھایا۔ یعنی بس خیر۔ مہاجن نے کہا کہ کچھ دو بھی تو سہی۔ اُس نے جواب دیا کہ یہاں لینے دینے کو کیا ہی یعنے بس خیر٭

(۲) اِس بھاری کام کے لئے اتفاق کی بڑی ضرورت ہی۔ سو اِس ملک کی نااتفاقی اظہر من الشمس ہی کسی انگریز نے ایک دفعہ پوچھا۔ کہ ہندوستان کی کونسی چیز مشہور ہی۔ اُسکو جواب ملا کہ پھوٹ۔ صاحب نے کہا کس طرح۔ ہندوستانی نے جواب دیا۔ کہ اگر پھوٹ نہ ہوتی۔ تو آپ ہمارے ملک کو کیوں کرلے سکتے تھے۔

(۳) اس بھاری کام کا چلنا بغیر روپیہ کے بہت مشکل ہی۔ کیونکہ رسولوں کے زمانہ میں بھی جن کو بڑی بھاری آلہی طاقت عطا ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ دو دو ہزار آدمی اُن کی وعظ سے عیسائی ہوجاتے تھے۔ روپیہ کی ضرورت پڑی اور ایماندار لوگ اپنی جائداد بیچ کر روپیہ رسولوں کے پاؤں پر رکھتے تھے۔ اور خداوند مسیح کے زمانہ میں بھی جس نے اپنی خود انکساری یہاں تک دکھلائی۔ کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور چڑیوں کے لئے بسیرے پر ابن آدم کے لئے اتنی بھی جگہہ نہیں کہ وہ اپنا سر رکھے۔ کبھی کبھی روپیہ کی ضرورت پڑجاتی تھی جس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے یہودہ اسکریوطی کے پاس تھیلی رہا کرتی تھی۔ تو اِس وقت میں تو اُس زمانہ کی نسبت ہزارہا گنا روپیہ کی زیادہ ضرورت ہی۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا ہندوستانی بھائی از خود اِس قدر قابل ہیں۔ کہ روپیہ کا انتظام کرسکیں۔ ہماری سمجھ میں جس سے روپیہ مانگا جائیگا۔ وہ دوسرے کا گھر بتلائے گا۔ اور وہی مایوسی اُٹھانی پڑیگی جو ایکدفعہ کسی امیر کو اُس کے نوکروں سے ہوئی۔ کسی امیر کے چند ہندوستانی ملازم تھے اول مرتبہ اُس نے آواز دی۔ کہ فلاں کام کے لئے کوئی ہی کسی نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ اُس نے آواز دی۔ پھر بھی کوئی نہیں بولا۔ تیسری دفعہ اُس نے کہا کہ کیا کوئی مفت کا کھانے والا ہی۔ جواب ملا۔ کہ باپ بیٹا دونوں حاضر ہیں۔

(۴) یہہ عام دستور ہی۔ کہ جب آدمی کی قابلیت کسی چھوٹے کام میں عمدہ ثابت ہوتی ہی۔ تو اُس کو بڑا بھاری کام دیا جاتا ہی خداوند مسیح کے دس توڑوں کی تمثیل اِس امر کی بخوبی شاہد ہی۔ کہ جس شخص نے دو توڑوں کے ساتھ دو اور توڑے پیدا کئے تھے مالک نے اُس کو کہا شاباش۔ تو تھوڑے میں دیانتدار نکلا میں تجھے زیادہ چیزوں پر اختیار دونگا۔ سو ہمارے ہندوستانی بھائیوں کو لازم ہی۔ کہ پہلے جو کچھ اُن کے سپرد ہی۔ اُس میں اپنی دیانتداری اور قابلیت دکھلاویں۔ تو پھر زیادہ چیزوں کے طلب کرنے کا دعوے کریں ورنہ یہہ شور مچانا فضول ہی۔ ایسے شور کو کون سُنتا ہی۔ بقول شخصے۔ کس نمے پرسد کہ بھیا کون ہو٭

ڈیڑھ ہو یا تین ہو یا پون ہو٭

(۵) رہی یہہ بات کہ مشنری صاحبان جہاں جہاں کلیسائیں قایم ہیں۔ مکانات سکول شفاخانہ و روپیہ وغیرہ اُن کے ہاتھ میں چھوڑ کر آپ دوسری جگہہ چلے جاویں اول تو یہہ درخواست فضول معلوم ہوتی ہی شاید اِس خیال کے لوگوں نے سُنہلی قاعدے کے اصولوں کو بالائے طاق رکھدیا ہی بالفرض اگر اِس درخواست کو قبول بھی کیا جائے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کیا یہہ خیال رسولی تقلید کی بنا پر ہی اگر ہی تو رسولوں نے کلیساؤں کو قایم کرتے وقت کس قدر جاگیر اور نقد روپیہ اُن کے سپرد کیا تھا اگر نہیں تو مشنری صاحبان سے اُن کے ملک کا روپیہ جس کا خرچ کرنا صرف اُنہیں کا حق ہی طلب کرنا کیسی ہٹ دھرمی ہی۔

(۶) احقر کوئی سلف سپورٹ کا مخالف نہیں جو جو مناسب تجاویز اُس کے قایم کرنے کی ہوں عمل میں لانی چاہئے نہ یہہ کہ مشنری صاحبان کو جو ہماری محسن اور کلیسیا کو برکتوں کے دینے والے ہیں اُن کو اپنا بدھنا بوریا باندھنے پر مجبور کیا جاوے کیونکہ ماں باپ کی موجودگی ہمیشہ اولاد کی برکت کا باعث ہوتی ہی نہ کہ اُس کی ترقی کے روکنے کا۔ آخر کو ہم اِس مضمون کو چند اشعار کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

دہو ہذا۔

خیالی بات لاحاصل سنائے جس کا جی چاہے٭

یہہ فاقہ مستیاں آکر دکھلائے جس کا جی چاہے

نہو گر اتفاق آپس میں یا ہو بے زری گھر گھر٭

تو پھر تدبیر کیا ہم کو بتائے جس کا جی چاہے

مُربی مہرباں اپنے سے لڑنا ہی بہت مشکل

یہہ لات کیل مینی پر چلائے جس کا جی چاہے

ہیں چشمہ فیض کا یہہ مشنری صاحب سُنو صاحب

سر تسلیم یہاں اپنا جھکائے جس کا جی چاہے

راقم۔ مسیح الدولہ٭

اُمہاتُ مومنین٭

نقش فریادی ہی کس کی شوخی تصویر کا٭

کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا٭

پیغمبر عرب کی کثیر الازدواجی اور محمد عربی کا زید و زینب والا معاملہ عجیب مضمون پیش یا اُفتادہ ہی جس پر ہر زمانہ اور ہر دیار و امصار کے عقلا روزگار نے کچھ کچھ ضرور لکھا تیرہ سو برس سے یہہ دکھڑا رویا جارہا ہی بقول شخصے۔

وہ کون ہی جہاں میں جو شاکی ترا نہیں٭

کس کی زباں پہ یار ترا تذکرا نہیں٭

چنانچہ ہندوں میں شاعر موزوں سخن منشی اندرمن مرادابادی حضرت کی شان میں یہہ شعر لکھتا ہی٭

ذرا اب دیکھیو عفت نبی کی لا٭

کہ بی بی اپنی کی بیٹے کی بی بی٭

لیکن صاحبو غضب ہوگیا ہمارے دوست ڈاکٹر احمد شاہ شایق تخلص نے اپنی کتاب اُمہات مومنین یعنے دربار مصطفائی کے اسرار تصنیف فرماکر گولر کا پیٹ ہی پھوڑ دیا اب تک تو آنحضرت پر تیروں تلواروں اور گولیوں ہی کی بوچھاڑ ہوتی رہی تھی مگر اِس مرد میدان مناظرہ نے وہ بم کا گولہ پھینک

مدا کہ گویا اس مضمون کی دھجی اوڑادی +

ہائے یہہ پتھر کس ظالم نے مارا

کہ نہ صرف کفر کیوں کے آئینہ ہی چور چور ہوگئے بلکہ حضرت کی عفت کا شیش محل ہی چھت سے نیونک گھن سے ٹوٹ پڑا۔ بقول شاعر۔

قلا بہ زمین مرے شیون سے ٹوٹ جائے
اک آہ میں کروں تو فلک کہن سے ٹوٹ جائے

ان جناب اسلام مآب اس اکھاڑے میں جس کو آپنے للکارا تھا اُن مسیحیوں میں کا یہہ ایک ہے جس نے وہ بغلی ماری کہ واللہ محمدیت چاروں شانے چت ہو کر رہ گئی۔ بجائے اگر بزبان حال یہہ ڈاکٹر غیرت صد اسفندیار فخریہ یوں کہے +

کودا کوئی یوں گھر میں ترے دھم سے نہوگا
جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہوگا

یہاں تک تو ہماری تقریظ کی تمہید تھی اب ہم کتاب پر سرسری نظر ڈالتے ہیں +

پہلے تو یونہی بھولی سی صورت نظر آئی
پر وہ جو اُٹھا شکل قیامت نظر آئی

اس کتاب امہات المومنین کی تصنیف اور پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تکذیب براہین احمدیہ کی شان تالیف میں جو فرق ہے وہ بھی فروگذاشت کرنے کے قابل نہیں پنڈت صاحب نے جو کچھ لکھا ہے محض اعتراضات کی چھری اور کٹاریاں بھونکی ہیں اور یہہ ماننا پڑتا ہے کہ اُس کتاب کے پڑھنے سے محمدی بھائیوں کو سوائے نمک بر جراحت اسلام اور کچھ ہاتھ نہیں آتا بقول وزیر۔

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
دہن زخم پکارا کئے قاتل قاتل

پر کتاب اُمہات مومنین اگرچہ ظرافت سے خالی نہیں تو بھی عاقلانہ طرز سے ایک طرف تو حضرت کی ساری اُربی کرتوتوں کو فاش اور خربوزہ کی طرح قاش قاش کرتی ہے بقول شاعر

لختے بردار دل گذرد ہر کہ زپیشم
من قاش فروشے دل صد پارہ خویشم

تو دوسری طرف پیروان اسلام کے زخم پر دعوت نجات عیسوی کا مرہم بھی لگاتی ہے

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اب آیئے اور دربار مصطفائی کی سیر فرمائیے کس ڈھنگ سے اُمہات مومنین کو بٹھایا ہے باری باری اور درجہ بدرجہ باموقع جیسے انگوٹھی پر نگینوں کو سجایا ہے۔ واہ ڈاکٹر صاحب

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس کتاب میں کل تیرہ فصلیں ہیں اور بعض فصلوں کے ضمن میں چند دفعات اور آغاز میں دیباچہ اور اعلان شتہر حقیقت حال یہہ ہے کہ سرمہ سب لگا سکتے ہیں مگر چتون میں بھانت ہوتی ہے۔ اس مضمون پر جیسا ہے شروع تقریظ میں عرض کیا ہے بہتوں نے خامہ فرسائی کی ہے خاص کر مولوی پادری ڈاکٹر عمادالدین صاحب لاہز ڈی ڈی نے کچھ اُٹھا نہ رکھا تھا مگر ہمارے پیارے شوخ ظریف مصنف نے اُسی بیان کثیر الازدواجی کو تو طرز مرصع کے سانچہ میں انوکھی وضع سے ڈھالکر اس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ کیا کہنے ہیں پیارے مولویو

جو نہاں تھا وہی ہر سو عیاں ہے
یہہ کہئے لن ترانی اب کہاں ہے

تم تو کہتے تھے کہ آنحضرت کا کم سے کم ایک گناہ جس میں آپنے قرآن اور اپنی شریعت کا عمداً خلاف کیا ہو اور آنحضرت کیطرف سے مسلمانوں نے اُسکا کافی عذر نہ کیا اور شافی جواب نہ دیا ہو ثابت کریں۔ اب تو ثابت ہو گیا یا کچھ کسر باقی ہے لیکن تمہارا یہہ کہنا کہ ایسی خطا ثابت کرے جسپر منجانب اللہ اطلاع ہو کر اُس کی اصلاح نہ کی گئی ہو کتنا نازیبا اور مغالطہ ہے ڈاکٹر صاحب نے چند خطائیں آنحضرت کی نہ صرف قرآنی بلکہ رسمی اور اخلاقی اور فطرتی بھی کھولکر ثابت کردیں اس پربھی اِسی وہ دیسی خطا کون سی اصطلاح شرعی ہے خطا کیسی ہی کیوں نہو خطا رہیگی مثلاً چار سے زیادہ نکاح کرنا خود قرآنی خطا ہے اور تم خود جانتے ہو پھر بہو کو بی بی بنانے میں ڈاکٹر صاحب نے رسمی اور اخلاقی اور قرآنی تین طرح کے گناہ ثابت کردئے۔ بقول شاعر۔

میں تو سمجھا تھا کہ لکھے گا کوئی حرف آہ میر
پر ترے شوق کا یہہ نامہ تو دفتر نکلا

ہمارے ڈاکٹر صاحب نے جابجا ضرب المثل فقرات مصرع اشعار ایسے ڈھنگ سے جمائے ہیں کہ جس سے بڑھکر ممکن نہیں یہہ آپ ہی کا حق تھا کیوں نہو خوب کہا ہے کسی نے

احمق کی پگڑی محمد کے سر

نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اس چراغ سے عمدہ روشنی حاصل کرینگے اور اُن کو معلوم ہوگا کہ کثیر الازدواجی اور بہو کے ساتھ ہمکناری بذاتہ وہ بلائے بد ہے کہ اُس کے چہرہ پر کتنا ہی تاویلات کا ملمع چڑھاؤ فاعل کی اصلی خطا ہمیشہ نظروں میں کھٹکیگی۔

بہر رنگے کہ باشد جامہ پوشد
من انداز قدش را مے شناسم

ہمارے خیال میں یہہ کتاب اس طرز میں اپنی نظیر آپ ہی ہے ضرور ہے کہ ہمارے پریچر اور منادا ور واعظین اس کتاب کے مطالعہ سے فایدہ اُٹھاویں قیمت ۸ بہت دام نہیں ہیں۔ بقول شخصے

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اِس بزرگ مصنف نے کثیر الازدواجی کے متعلق چار جوروؤں کی رعایت سے چار طعنوں کا سہرا آنحضرت کے سر باندھا ہے ہم ناظرین کی خاطر سے اپنی تقریظ میں اُن کو درج کرتے ہیں۔

طعن اوّل۔ جو تعداد چار جوروں کی قرآن کی رو سے ہر مسلمان کے واسطے جائز ہے محمد صاحب نے اُس سے تجاوز کرکے شریعت اسلام سے خلاف ورزی کی جیسا کسی فارسی شاعر

نے خوب فرمایا ہے۔

از فرش خانہ تالب بام ازان تو
وز بام خانہ تا بہ ثریا ازان من

لیکن مجھے معلوم ہے کہ کسی حضرت کے حمایتی نے دو دو تین تین چار چار کو آپس میں جوڑ کر کثرت الازدواجی کو پیغمبر عرب کے حق میں عجیب دلیل سے روا کر دیا اور حساب یوں ہے۔

۲+۲=۴ اور ۳+۳=۶ اور ۴+۴=۸ پس ۴+۶+۸=۱۸ ہوئیں

مگر ہمارے خیال میں اس جمع اور ضرب کا کوئی حکم قرآن سے نہیں پایا جاتا یہہ صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ سو واقعی یہہ گناہ کبیرہ ہے اخلاقی طور پر بھی او قرآنی طور بھی۔

طعن دوم۔ کوئی مسلمان شریعت اسلام کے مطابق بے مہر نکاح نہیں کر سکتا اور جو مسلمان بلا مہر عورت کو جورو بنائے زانی ہے مگر آنحضرت نے بے مہر نکاح کیا اُس کو یہہ نفس کہتے ہیں۔ یہہ تو بقول ایک مفسر قرآن کے زنا کو متعہ اور سود کو وثیقہ کہنا ٹھہرا حالانکہ دونوں میں گناہ ہے پس وہ تیسری بات بھی گناہ بن کر گویا سہرا پر مقنع ہو گئی +

طعن سویم۔ مسلمانوں کو بہر حال اپنی متعدد عورتوں کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کی مساوات بضرورت عدل فرض ہے مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایت سے سبکدوش ہیں پس یہہ تیسرا گناہ ہے جو حضرت کے ذمہ واجب ٹھہرا +

طعن چہارم۔ ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہے کہ دوسرے شوہر سے ملے۔ حضرت نے اپنی عورات سے یہہ استحقاق چھین لیا ادھر تو فرمایا ازواجہ امہاتہم۔ جورویئں اُس کی مسلمانوں کی مائیں ہیں اُدھر یہہ لکھ دیا کہ تم کو نہیں پہنچتا کہ نکاح کرو اُس کی عورتوں کو۔ اور یہہ امر مسلمانوں کو بھی بہت ہی شاق گذرا جیسا حیات القلوب میں ہے طلحہ غصہ میں آیا اور کہا محمد اپنی عورتوں کو ہم پر حرام کرتا ہے اور خود ہماری عورتوں کو اپنی جورو بناتا ہے اگر خدا محمد کو مارے تحقیق ہم کرینگے اُسکی عورتوں کے ساتھ جیسا وہ ہماری عورتوں سے کرتا ہے۔ اور یہہ طلحہ صاحب کوئی عام مسلمانوں میں سے نہ تھے بلکہ خاص الخاص اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے جیسا کسی فارسی مسلمان نے قطعہ میں اُن کا نام گنایا ہے۔ قطعہ

دہ یار بہشتی اند قطعی + ابوبکر و عمر و علی و عثمان
سعد است و سعید و بو عبیدہ + طلحہ است و زبیر و عبدالرحمان

لہذا یہہ چوتھا امر بھی سخت گناہ ہے جس کے نتیجہ کو کوئی محمدی یا مومن برداشت نہیں کر سکتی اور یہہ ظالمانہ کارروائی خود اُنہیں کے اُس قول کے بھی برخلاف ہے جو فرمایا کہ محمد کس کا باپ نہیں ہے یعنی زید کا باپ نہیں ہے۔ تو پھر اُس کی جورواں کیسی مسلمانوں کی مائیں ہو سکتی ہیں یہہ تو ناخن کو گوشت سے اور نشہ کو شراب سے علیحدہ کرنا ہے یہہ ناممکن ہے +

وجود منع بادہ ای زاہد چہ کافر نعمتی
دشمن مے بودن و ہمرنگ مستان زیستن

پھر ڈاکٹر صاحب نے آگے چلکر زید و زینب والے مرض مہلک کی تشخیص میں کئے امراض گناہ پیغمبر عرب میں ثابت کئے ہیں جن کا علاج لقمان حکیم تک کے پاس نہیں بلکہ حکماء اسلام نے جتنا اِس کا تنقیہ کیا اُتنا ہی یہہ اور بھی بڑھ گیا بقول شاعر +

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جیوں جیوں دوا کی

دفعہ دہم مطاعن اُس نکاح سے حضرت پر یہہ الزام لگتے ہیں۔

(۱) اُنہوں نے جس رسم کو مان کر زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور جس رسم کو ایک مدت تک مانتے رہے تھے اور جس میں کوئی خرابی نہ تھی اُس کو محض اپنی غرض نفسانیہ کی وجہہ سے توڑا تاکہ اُن پر سے الزام دفعہ ہو حالانکہ اُس کا ایک جزو اپنی غرض کے لئے ہمیشہ مانا گئے یعنی اُن کی جوروان مسلمانوں کی مائیں ہیں یہاں پر مسلمانوں کی طرف سے یہہ جواب ہے کہ مُنہہ سے کہدینے سے کوئی بیٹا نہیں ہو سکتا ڈاکٹر صاحب نے اُس کی رد میں وہ عمدہ کلور وفارم سونگھایا ہے کہ یقیناً آگے کو کوئی مولوی سانس تک نہیں لے سکتا کہ جب محمد صاحب فرماتے ہیں کہ اُن کی جورواں مسلمانوں کی مائیں ہیں اِس وقت نہ معلوم آپ کی عقل کہاں چرنے چلی جاتی ہے سچ کہا ہے۔

بوسہ لیا تھا گل کا تیرے اشتباہ سے
اب کیا کہیں کہ عذر ہے بدتر گناہ سے +

ہمارے خیال میں اِس شعر سے بڑھکر پہلے متبنّیٰ بنانے اور پھر اُس کی بی بی سے دل لگانے میں حضرت کی طرف سے اور کوئی معذرت معقول پسندوں کے نزدیک انسب نہیں جبکہ گناہ کی تائید گناہ ہی سے ہوتی ہے +

(۲) ایک عورت شوہر دار جس کا شوہر مثل فرزند کے آپ سے علاقہ رکھتا تھا اُس سے حضرت نے عشق لگایا۔ ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپنے کیا کیا آپنے یہہ شعر نہیں سُنا +

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

(۳) حضرت چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف دکھانے کو زبان سے منع کرتے تھے۔ لیکن ذوق دہلوی نے خوب کہا ہے

پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دل میں ہوس جام شراب

(۴) زید وفادار کی سادہ لوحی اور ناسمجھی سے ناواجب فائدہ اُٹھایا اور اُس سے وہ کرایا جو کوئی نہ کرتا +

(۵) اِن تمام باتوں کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ اس نے اُن کو حکم دیا کہ زینب سے نکاح کر لیں اور نکاح خود خدا نے کر دیا۔ ایسی ناپاک باتوں کو خدا سے منسوب کر کے سخت کفر کہا۔

اب بقول مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی خطا ثابت کری جس پر منجانب اللہ اطلاع ہو کر اصلاح نکی گئی ہو شاید ہی



مراد ہوگی کہ اگرچہ حضرت نے یہہ ناجایز فعل کیا مگر بعدہٗ خدا نے اُس کی اس طرح اصلاح کردی کہ اسلام میں تہنیت ناجایزی اور بیٹا صرف وہی ہوسکتا ہی جو صلبی ہو مگر ہمارے خیال میں یہہ مشت بعد از جنگ ہی +

و صاحبو اگر اتنے پر بھی حضرت اِس گناہ سے بیدلیغ بچے رہیں تو ذیل کے شعر فارسی پر ہم اپنی تقریظ کو ختم کرتے ہیں ۔

مرا دے ست بکفر آشنا کہ چندیں بار
بہ کعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

راقم
کیدارناتھ واعظ انجیل جلیل از کپ فتحگڈھ

دینی خبریں

پادری اے ۔ ٹرن بل صاحب متعلقہ چرچ آف سکاٹ لینڈ کالمپانگ آج کل بائبل کا ترجمہ نیپالی زبان میں کر رہے ہیں اُنہوں نے اب تک پیدایش ۔ امثال اور نیا عہدنامہ گلتیوں کے خط تک ختم کرلیا ہی اور برٹش اور فارن بائبل سوسایٹی اُس کو چھاپ رہی ہی ۔ علاوہ اِس کے اُنہوں نے مشن کے استعمال کے واسطے کئی کتابیں ہندی میں ترجمہ کی ہیں +

پادری ٹرن بل اور سدرلنڈ صاحب ۱۸۷۰ء میں ولایت سے تشریف لائے اُس وقت سے لے کر اب تک دارجلنگ اور کالمپانگ میں کام نے بڑی ترقی کی ہی بجائے ۱۸۷۰ء میں ایک مشنری کے اب آٹھ ہیں اور بجائے چار سٹیشنوں کے اب ۲۰ سٹیشنوں میں کام ہو رہا ہی اُسوقت صرف پانچ سکول تھے کہ جن میں ۵۰ طالب علم تعلیم پاتے تھے مگر اب ۹۰ سکول ہیں کہ جن میں ۲۱۲۷ طالب علم پڑھتے ہیں اُس وقت صرف ۱۳۰ مسیحی تھے مگر اب ۲۴۰۰ مسیحی ہیں +

یونایٹڈ میتھوڈسٹ فری چرچ واقعہ نگوناہ ملک مغربی افریقہ پر اُس وقت جبکہ وہاں بغاوت ہو رہی تھی حملہ کیا گیا ۔ مکانات برباد کئے گئے مگر مشنریوں کی نسبت کہ جو پانچ آدمی ۳ عورتیں اور سات بچے تھے کوئی خبر نہیں ملی ہی

امریکن پرسبٹیرین مشن کے ڈاکٹر جے ۔ ایم ۔ الگزینڈر صاحب پچھلے دسمبر کو ولایت سے واپس آ کے فتحپور میں مقرر کئے گئے تھے مگر وہاں گھر کے خالی نہ ہونے کے باعث الہ آباد میں ہی مقیم رہے اب پادری ۔ ٹی ۔ ایس ۔ وین کوپ صاحب کے ولایت تشریف لیجانے کے باعث نارتھ انڈیا کرسچن ٹریکٹ اور بک سوسائٹی کے آنریری سکرٹری اور خزانچی مقرر ہوگئے ہیں +

بڑی خوشی کی خبر ہی کہ چین کے لوگوں میں جو عیسیٰ اور مسیحی مذہب کی نسبت قومی نفرت تھی یہاں تک تبدیل ہوگئی ہی کہ اچھے اچھے سرکاری عہدوں پر مسیحی تعلیم یافتہ ملازم رکھے جاتے ہیں اور اُن کو اجازت دیجاتی ہی کہ وہ مسیحی مذہب کو لوگوں میں پھیلادیں +

سول واقعہ ملک کوریا میں ایک دیسی مسیحی عورت نے گرجے کی عمارت کے بنانے کے لئے پانچ سو نقد دیا چونکہ وہ خاندان غریب تھا اس واسطے اتنی رقم کی خیرات پر جب تعجب ظاہر کیا گیا تو عورت نے بتلایا کہ جب سے گرجے کے بنانے کی تجویز میں نے سُنی تب میں ہر دفعہ جب چاول پکانے کے لئے نکالتی تھی تو ایک مٹھی بھر کے اِس مقصد کے لئے الگ رکھ لیتی تھی اور یہہ اُسی کا نتیجہ ہی اُس کے بعد وقتاً فوقتاً وہ اِس بخشش میں اور رقم شامل کرتی گئی یہاں تک کہ اُسکی بخشش ۹۵۰ نقد تک پہنچ گئی +

ڈاکٹر فنک صاحب کہتے ہیں کہ اگر پرسبٹیرین چرچ کا ہر ایک شریک ایک سینٹ روز چندے کے طور پر بکس میں ڈالدے تو ایک سال میں اُن کا چندہ تین کروڑ ڈالر ہو گا +

برٹش اور فارن ایونجیلکل ٹریکٹ سوسایٹی اور پریرو یونین کی طرف سے تحریک ہوئی ہی کہ مختلف زبانوں میں بائبلیں انجیلیں اور انجیل کے حصے مشہور ٹریکٹ بنام کیا یہہ باتیں یوہیں ہیں تقسیم کی جاویں +

جیسا کہ زندہ پیڑ میں وقت پر شاخیں پتے پھول اور پھل پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح مسیحی مذہب جو زندہ ہی وقت پر اپنے پھل دکھلاتا ہی جہاں اور جس ملک میں مسیحی مذہب پہنچا ہی اور اُس نے لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کرلی ہی وہیں نیکی اور بھلائی کے مختلف کام پیدا ہوگئے ہیں چنانچہ جاپان میں ایسا ہی ہوا ہی وہاں کوڑھی خانے یتیم خانے اور دیگر خیراتی کام بڑی گرمجوشی کے ساتھ قایم ہو رہے ہیں +

مظفر نگر ۔ خداوند کے فضل و کرم سے خاص شہر مظفر نگر میں خداوند کا کام خوب چل رہا ہی ۔ اور بت پرست لوگ خداوند یسوع مسیح کو قبول کرتے جاتے ہیں ۔ بتاریخ ۲۱ جون ۱۸۹۵ء بدست جناب پادری اے ۔ این ۔ سکاٹ صاحب ۱۴ اشخاص نے بپتسمہ سکاٹ میموریل چرچ میں پایا ۔ جو کہ خاص مظفر نگر کے رہنے والے ہیں ۔ اور بہت متلاشی ہیں جو کہ مسیح کو قبول کرنے چاہتے ہیں ۔ ناظرین سے التماس ہی کہ اِن نومریدوں کے واسطے خداوند سے دعا کریں ۔ تاکہ یہہ لوگ مذہب عیسوی میں پختہ و مضبوط ہو جاویں ۔ اور [illegible] +

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن جون ۲۰ - چار بار برداری کے جہاز معہ چار ہزار فوج کے سین فرینسسکو سے منیلا کی طرف روانہ ہوئے ہیں +

سپین کے والینٹروں کو حکم ملا کہ خندقوں کی حفاظت کے لئے جاویں تو اُنہوں نے اِنکار کیا اور سپاہی شہر کو لوٹ رہے ہیں - اِس خبر سے معلوم ہوتا ہی کہ سپین کی فوج قانون کی پابندی کس طرح کرتی ہی +

نو ہزار سپاہی امریکہ سے سنٹیاگو کی طرف روانہ ہوئے ہیں اور اور زیادہ فوج بھی جانے والی ہی - کیوبہ میں جنرل شافٹر کی فوج میں تیس ہزار سپاہی ہو جاوینگے +

نیویارک میں خبر پہنچی ہی کہ امریکہ والوں نے پانی کی نہروں کو کاٹ دیا ہی جن سے سنٹیاگو میں پانی پہنچایا جاتا تھا +

کلکتہ - جون ۲۸ - پیر کے روز ۴ واردات اور تین موتوں کی رپورٹ ہوئی ہی - کلکتہ کی میونسپل نے تیس لاکھ روپیہ کا قرضہ پانچ روپیہ فی صدی سود پر لینا منظور کر لیا ہی +

کراچی جون ۲۸ - ۲۰ جون کو ۳ واردات اور ایک موت کی رپورٹ کی گئی +

لنڈن جون ۳۰ - امیر البحر کمارا کے جنگی بیڑے نے مقام پورٹ سید میں کوئلہ والوں سے کوئلہ لینا کل شروع کر دیا تھا مگر کارپردازوں نے امیر البحر سے کہا کہ آپ کوئلہ نہ لیں اور اس بندرگاہ سے چلے جاویں + امیر البحر کمارا نے یہہ خبر پا کر مشتہر کیا کہ ہمارے جہاز مرمت طلب ہیں - اس فوج کے دستہ میں چار سو ستر افسر اور دس ہزار چار سو چونسٹھ سپاہی ہیں اور یہہ سب منیلا کی جانب جا رہے ہیں +

لنڈن جون ۳۰ - لارڈ سالسبری نے کل رات اپنی ایک تقریر میں جو اُنہوں نے یونائیٹڈ سروس کلب میں کھانے کے وقت دی کہا کہ ہم اس امر کے پابند ہیں کہ سپین اور امریکا کے جنگ میں کوئی طرفداری کا اِظہار نہ کریں بلکہ ہماری یہہ خواہش ہونی چاہیئے کہ صلح جلد ہو جاوے +

علاوہ اس جنگ کے تمام دنیا پولیٹیکل معاملات میں ہماری طرف تبسم سے دیکھ رہی ہی +

لارڈ موصوف نے اپنی خوشی ظاہر کی کہ فرانس کے ساتھ نائیگر کنونشن کا فیصلہ ہو گیا ہی - فرانس ہمارا ایک ایسا پڑوسی ہی کہ جس کے ساتھ ہماری ہمیشہ یہہ خواہش رہی ہی کہ امن کے ساتھ رہیں +

بعد میں یہہ بھی کہا کہ انگلینڈ کی پالیسی چین میں یہہ رہی ہی کہ وہ سلطنت قایم رہے - بگڑنے نہ پاوے بلکہ اصلاح کے راستوں میں قدم مارے اور تجارت میں ترقی دینے کے لئے ہم اُس کی مدد کریں +

کراچی جون ۳۰ - ۶ واردات ۳ موتیں کی رپورٹ ہوئی +

کلکتہ میں ا واردات اور ۲ موت +

بمبئی میں ۱ واردات اور تین موتوں کی رپورٹ ہوئی +

لنڈن جولائی یکم - امریکہ کی فوج نے ایسے مقامات اپنے قبضے میں کر دئے ہیں جہاں سے وہ سنٹیاگو پر حملہ کرینگے - جنرل شافٹر بغیر امدادی فوج کی انتظاری کے شروع کریگا - کیوبہ والے سپین کی امدادی فوج کو داخل ہوتے روکیں گے +

امیر البحر ڈیوی کو حکم ملا ہی کہ جس وقت امریکہ کی فوج پہنچے اُسی وقت منیلا پر قبضہ کر لیوے اور غیر ملک کے سفیروں کو اِطلاع دیوے کہ ہم اس لایق ہیں کہ تمہاری رعایا کی حفاظت کریں - یہہ حکم اسواسطے صادر ہوا ہی کہ غیر ملک کی فوج خصوصاً جرمنی کی آنی نہ پاوے +

آج صبح سات بجے سے سنٹیاگو پر خشکی اور سمندر سے حملہ شروع ہو گیا ہی +

امیر البحر سیمپس کی فوج نے بندرگاہ کے دہانے کے قلعوں پر حملہ کیا اور جنرل لاٹن کی فوج نے شہر کے شمال مشرق پر حملہ کیا - یہہ جنگ تمام جگہہ پھیل گیا ہی +

امریکہ کے چار جنگی جہازوں مقام منزنیلو پر گولہ باری کی مگر سخت فیروں کے باعث اُن کو ہٹنا پڑا ایک جہاز نکما ہو گیا ہی +

لنڈن جولائی ۲ - سنٹیاگو میں کل سورج کے غروب ہونے وقت لڑائی ہوتی ہی - جنرل لاٹن نے مقام کینی کا قبضہ کر لیا ہی - امریکہ کا نقصان یکم جولائی کو ایکہزار سپاہیوں کا ہوا ہی +

پریزیڈنٹ مکنلی کو غیر سرکاری طور پر تار پہنچا کہ جنگ سنیچر کے روز پھر شروع ہوا اور تمام دن ہوتا رہا ہی - یہہ بھی خبر پہنچی کہ آدمیوں کا اور بھی نقصان ہوا مگر تعداد نا معلوم ہی +

خبر ہی کہ جمعہ کے روز کا جنگ بہت سخت تھا - امیر البحر سیمپسن نے سپین کی باتریوں کو چکنا چور کر ڈالا - اور امیر البحر سروِیرا کے جہازوں نے امریکہ کی فوج کو جو کنارہ پر تھی بم کے گولوں سے اُڑایا - ایک بم کے گولے نے امریکہ کی ایک کل کمپنی کو اُڑا دیا +

لنڈن - جولائی ۴ - واشنگٹن میں سرکاری طور سے مشتہر کیا گیا ہی کہ امیر البحر سیمپسن سنٹیاگو ڈی کیوبہ کے بندرگاہ میں اتوار کے روز داخل ہوا اور امیر البحر سروِیرا کی فلیٹ کو بالکل برباد کر دیا ہی +

مَضَامِین مُفیدُ المُبتدِین

قوی اِیمان

ملک سکاٹلینڈ کی ایک بڈھی دیندار عورت کے ایمان کا یہہ تذکرہ ہی۔ شخص مذکورہ کا نام نتی تھا۔ وہ دیہات کی طرف ایک دلچسپ مخفی گوشے میں اکیلی رہتی تھی۔ اپنی اِس تنہائی میں دن و رات خدا کی شریعت میں بڑی خوشی و تسلی حاصل کرتی تھی بلکہ دلیری اور تحمل کے ساتھ دنیاء فانی سے کوچ کرنے کی منتظر رہا کرتی تھی۔ کیونکہ اُسے پولوس رسول کے قول کا یقین کامل تھا کہ جب ہمارا یہہ خیمہ سا خاکی گھر اُجڑ جائے تو ہم ایک عمارت خدا سے پاوینگے وہ ایک گھر ہی جو ہاتھوں سے نہیں بنا بلکہ ابدی اور آسمان پر ہی +

ایک مدت سے وہ بیمار تھی اُس کے پلنگ پاس چھوٹی سی میز پر اُس کی عینک اور بائیبل ہر وقت موجود رہتی تھی۔ کتاب کو وہ گویا آتے کا مٹکا اور تیل کا لوٹا (۱ سلاطین ۱۷: ۱۴) سمجھتی تھی جس کے لطیف و مزیدار کھانے سے وہ اپنی بھوکی جان کو سیر و آسودہ کیا کرتی تھی۔ ایک جوان مرد خادم الدین اس ایماندار عورت کی ملاقات کو آیا کرتا تھا اور نتی کی شیریں و دلکش باتیں اُس کو بہت پسند تھیں کیونکہ جب وہ اپنی اُس ابدی غیر فانی و بے زوال میراث کی بابت گفتگو کرتی تب آسمان اُس کو ایسا نزدیک نظر آتا تھا کہ جوان گویا آسمانی فوج کے نغمہ کو سُن سکتا اور ایک روز جوان مذکور نے اُس معصومہ سے یہہ سوال کیا کہ ”نتی۔ ہر چند کہ تم برسوں سے خدا پر ایمان لائی اور اُس کی معتقد و پرستار ہو۔ بالفرض اگر وہ تمہاری جان کو ہلاک ہونے دے تو کیا کرو گی؟

نتی نے اُس کی طرف دیکھ کر اور دہنا ہاتھ کتاب پر رکھ کر جواب دیا۔ کہ ”واہ! کیا تم ایمان کے اِسی درجے تک پہنچے ہو۔ اگر ایسا ہو سکتا کہ خدا مجھے ہلاک ہونے دے تو اُس کا بہت ہی بھاری نقصان ہوتا۔ کمزور بے کس نتی کی نالائق جان ہلاک ہوتی۔ لیکن اُس میں بڑا ہی ضرر ہوتا یعنی خدا کی ذات و صفات عزت و جلال میں زوال ہو جاتا۔ میں نے اپنی جان کو قادر مطلق کے سپرد کر رکھا ہی۔ میری نجات اُسی کے نہایت بڑے اور قیمتی وعدہ پر موقوف و منحصر ہی اور اگر وہ اپنے قول پر قایم اور مستحکم نہ رہے تو وہ جھوٹا ٹھہریگا اور دونوں عالم میں بدامنی و بدانتظامی ہو جائیگی اور یہہ ناممکن ہی +

یہہ کیا ہی اچھی باتیں ہیں جو کہ اِس بڈھی مسافر کی زبان سے نکلیں۔ وہ سونے کے سیبوں کی مانند ہیں جو کہ رُوپہلی ٹوکریوں میں ہوں۔ نتی نے عیسیٰ مسیح پر تکیہ کرکے اپنی جان اس کے ذمہ چھوڑ دی تھی۔ مسیح ہر روز اس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ کیا وہ جب کہ مسافرت تمام ہونے پر ہی اُسے کسی طرح چھوڑ دیگا؟ کبھی نہیں خدا کے وعدے اُس کے لئے قوی اُمید کی بنیاد تھے۔ اور اُس کی کوئی بات ٹل نہ جائیگی۔ ”جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نکتہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو“

ایک ڈاکٹر صاحب نے اپنے لڑکوں کو اپنے پاس بلا کے اُن سے کہا ای لڑکو میں تم کو ایک قصہ سناتا ہوں میرے پاس بیٹھ کے سُنو بہت برس ہوئے ایک دن کا ذکر ہی جب میں لڑکا تھا میرا باپ جو بازار کی طرف جا رہا تھا۔ مجھے راستے میں ملا۔ جب باپ نے مجھے دیکھا اُس نے کہا ای جم کیا تم میرے لئے یہہ پارسل بازار کو لیجاؤ گے۔ اُس نے یہہ ذرا ہچکچا کے پوچھا کیونکہ میں اُس وقت کام سے چھٹی پا کے گھر کو جاتا تھا دن بھر بلنے دھوپ میں کھیتی کا کام کیا تھا اور بھوکھا پیاسا ہو کے آرام کیا چاہتا تھا۔ بازار بھی ایک کوس کے فاصلے پر تھا۔ پہلے پہل میرا ارادہ ہوا کہ غصہ ہو کے بولوں نہیں ابا میں نہیں جاؤنگا کیوں تم مجھ کو دق کرتے ہو۔ لیکن یہہ بات میرے منہہ کے اندر ہی رہی۔ شاید خدا کے ایک فرشتہ نے مجھے روک رکھا۔ مینے خوش مزاجی سے کہا ای ابا جان بیشک میں آپکے لئے اُسے لیجاؤں گا۔ میرے باپ نے میرا بہت شکر کیا اور کہا کہ ای بیٹا آج میرا جی بہت سست ہی نہیں تو میں خود جاتا۔ میرا جی تجھ سے بہت خوش ہی تو ہمیشہ اچھا فرمانبردار لڑکا رہے۔ میں جلدی بازار جا کے پھر گھر پر لوٹ آیا جب میں اپنے گھر کے پاس آیا مینے دیکھا کہ بہت سے نوکر چاکر جمع ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کچھ ہوا ہی ایک نوکر آنسو بہاتا ہوا میرے پاس آیا اور مجھے کہا تیرا باپ گھر پہنچتے ہی اچانک گر کے مر گیا۔ جو باتیں اُس نے تم سے راستہ میں کہی تھیں وہ اُس کی آخری باتیں تھیں۔ تب ڈاکٹر صاحب نے اپنے لڑکوں کو کہا ای بچو میں نے بار بار خدا کا ہزار ہا شکر کیا کہ میرے باپ کا آخری کلام یہہ تھا یعنے کہ ”ای جم تو ہمیشہ اچھا لڑکا رہے میرا جی تجھ سے بہت خوش ہی“

اُستاد۔ ”جیمس اِس مضمون کے لکھنے میں تم کو کسنے مدد دی ہی؟“

شاگرد۔ ”کسی نے نہیں“

اُستاد۔ ”سچ کہو“ ضرور تمہیں بھائی نے مدد دی ہوگی“

شاگرد۔ ”میں عرض کرتا ہوں کہ کسی نے مدد نہیں دی بلکہ از سرتا پا اُسی نے لکھا تھا“

چچی۔ ”ٹامی جب تم بڑے ہو گے۔ کیا کرو گے؟“

ٹامی۔ ”ہاں میں اب ڈاڑھی بڑھاؤنگا“

چچی۔ ”کیوں؟“

ٹامی۔ ”پھر اتنا شرمندہ ہونا نہیں پڑیگا“۔

شعر و سخن

غزل

مت چھیڑ اب تو نکہت بوئے سمن مجھے
ہے شوق دیدہ بازیٔ رشک چمن مجھے

پھولا نہیں سماتا قفس میں یہ مرغ دل
آتا ہے جب کہ یاد وہ شیریں دہن مجھے

اے روح پاک اپنے مطابق رضا کے تو
بارے سکھا فتاب سیجی چلن مجھے

دوری تیری مسیح ہے عجب آتش فراق
الفت کی لگ رہی ہے عزیز و جلن مجھے

مطلب پرست سارا زمانہ ہے لا کلام
کرتے مگر پیار ہیں شاہ زمن مجھے

میری عوض میں آپ جو گھایل ہوئے مسیح
دیتا شفا ہے آپ کا زخمی بدن مجھے

جنت مکاں ہے اپنا مسافر جہاں میں ہوں
شوکت پکارے گا غریب الوطن مجھے

استفسار

پیارے ناظرین نور افشاں

اگر آپ صاحبان میں سے کسی صاحب نے ان ذیل کے دو شعروں کا مطلب عملاً صحیح ثابت کیا ہو۔ تو مہربانی سے کسی قدر تفصیل وار لکھکر بندے کو ممنون فرماویں۔ کیونکہ میں بار بار اس کا تجربہ کر کے سخت تکلیف اُٹھا چکا ہوں۔ جس کے ساتھ میں نے ایسا سلوک کیا۔ اُسی نے دشمنی کی نگاہ سے دیکھا۔

دوست آں باشد کہ او مثل دوست + ہمچو آئینہ روبرو گویدہ
نہ کہ چوں شانہ با ہزار زباں + پس سر رفتہ مو بمو گوید

بٹالہ میں گذشتہ ہفتہ پادری نوبن چند داس صاحب کے گھر میں رات کو ۲ بجے ڈاکہ پڑا۔ مسز داس کے ہاتھ سے زبردستی سونے کے کڑے اُتار کر لے گئے۔ بچوں کو اور نوکروں کو مارا۔ مگر شکر خدا کا کہ جانوں کی سلامتی رہی۔ پولیس تحقیقات میں ہے مگر پولیس کیا تحقیقات کریگی۔ پادری صاحب کا گھر تھانہ کے متصل ہے۔ قریباً مہینہ گذرا ہے کہ تھانہ کی حوالات سے سیندھ دیکر ڈاکو بھاگ گئے تھے۔ آج تک اُن کا پتہ نہیں۔

ڈاکٹر ناصر صاحب گورداسپور سے اپنی جگہہ بٹالہ میں تشریف لے آئے۔ اور ڈاکٹر عطا ود س مہینہ کی پلیگ ڈیوٹی کے بعد گورداسپور کے افیشیٹنگ سول سرجن یکم مئی سے مقرر ہوئے۔

بٹالہ مشن سکول مڈل سے ہائی سکول ہو گیا۔ پادری کورڈیل صاحب ہیڈ ماسٹر ہیں۔ سکول خوب ترقی پر ہے۔ بیرنگ ہائی سکول بٹالہ میں بہت تھوڑے لڑکے رہ گئے ہیں۔ خبر نہیں عیسائی توجہ کیوں نہیں کرتے شاید قوانین کی سختی کے باعث۔ یا خرچ کی زیادتی کی وجہ سے

بڑی سخت گرمی کے بعد ۹ ہر جون کو ۴ بجے سخت اور سرخ آندھی آئی۔ لیمپ جلائے گئے رات کو خوب ٹھنڈا رہا۔ ۳۰ کی صبح کو کسی قدر بارش ہوئی۔ یکم جولائی کو بھی تقاطر ہوتا رہا۔ ایک بڑی بارش کی ضرورت ہے خداوند رحم کرے

اُستاد کی ضرورت

ایک عیسائی اُستاد کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۰ روپیہ ماہوار دیجائیگی۔ چاہئے کہ سایل نیک چال چلن رکھتا ہو اور الہ آباد یونیورسٹی کے انٹرنس کے امتحان کی پڑھائی کی قابلیت رکھتا ہو +

درخواست کرو۔ بنام سپرنٹنڈنٹ مشن ہائی سکول اجمیر

انتقال پُر ملال

ہم نہایت افسوس کیساتھ اس خبر کو لکھتے ہیں کہ آج واقعہ ۲۸ ماہ جون ۱۸۹۹ء کو مولوی حبیب علی صاحب اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے چند عرصہ سے انہیں ڈائریا ہو گیا تھا اور ایک مرتبہ کہیں ٹیم سے گر بھی پڑے تھے کہ جس سے اُنکا ایک ہاتھ بھی مجروح ہو گیا تھا اور تقاضا عمر بھی تھا خدا اُنکے عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرماوے +

راقم۔ جے۔ بی۔ ایل۔ از بمبئی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو +

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ...... عہ
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ...... عـا/
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ...... عـا/
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ...... سے/
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ۔ ۲/
بغیر ضمیمہ ...... عـا/

لودیانہ

تعداد پیدائش۔ مسلمان ۱۱۔ ہندو ۴۔ کل ۱۵ +
تعداد اموات۔ مسلمان ۲۰۔ ہندو ۱۷۔ کل ۳۷ +

پادری اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایڈیٹر و مینجر اخبار نور افشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ داؤلی کے اہتمام سے چھپا